٥٦٣

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

٧٨٦

چوں نص بالا دال است بر توقف تذکر و منہ التصوف بر حصول لب اعنی بہ العلم والتعرف۔ پس برائے تکمیل ایں ضرورت رسالہ

التکشف عن مہمات التصوف

کہ ہم ذریعۂ تکرم ست باین فن و تشرف، و ہم مزیل خشونت است و تقشف

از افادات حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فی ظلہ عن التلہف والتأسف

حسب فرمائش محمد عثمان غفر لہ اللہ الرحمٰن مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

اطلاع: کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے جملہ تصانیف حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مد ظلہم العالی ملتی ہیں

کردیتے ہیں یہ عادت واجب الاصلاح ہے ہاں نفس اعتقاد تفضیلت جائز ہے۔ مگر غیر مورد نص میں ظن کی اجازت ہے قطع جائز نہیں اور اگر صرف محبت یعنی میلان قلب ایک طرف زائد ہے۔ تو بوجہ اسکے امر طبعی ہونے کے خود دائرہ تکلیف سے خارج ہے اور موجب ملامت نہیں۔

حدیث صد و ہفتاد و سوم عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قصۃ تحاکم المرأتین قال سلیمن علیہ السلام ائتونی بالسکین اشقہ بینہما فقالت الصغری لا تفعل یرحمک اللہ ھو ابنہا فقضی بہ للصغری اخرجہ الشیخان والنسائی۔ **ترجمہ** حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس قصہ میں فرمایا جس میں دو عورتیں (حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس) مقدمہ لے گئی تھیں (وہ قصہ یہ تھا کہ دو عورتیں اپنے بچوں کو لئے ہوئے جارہی تھیں کہ بڑی کے لڑکے کو بھیڑیا لے گیا اُسنے چھوٹی سے جھگڑا کیا کہ وہ تیرا بچہ تھا اور اُسکے بچے پر جو بچ گیا تھا دعوی کیا کہ یہ میرا ہے تو مقدمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہونچا) سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ (جب گواہ نہیں تو دونوں کا برابر ہے) چھری لاؤ میں چیر کر دونوں میں تقسیم کردوں (یہ سُنکر) چھوٹی تڑپ گئی اور) عرض کیا کہ اللہ تعالی آپ کا بھلا کرے ایسا نہ کیجئے (میں نے چھوڑا) یہ اسی کا ہے (اُسی کو دیدیجئے) پس آپ نے اُس چھوٹی ہی کو دیدیا (اُن کے قواعد شریعت اسیکو مقتضی ہونگے) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم و نسائی نے تیسیر ص ۲۴۴

عادۃ امتحان حقیقت ارادت الطالب بعنوان موحش

ف عادۃ امتحان حقیقت ارادت طالب بعنوان موحش بعض بزرگوں کی بعض مواقع ضرورت پر عادت ہوتی ہے کہ طالب کی ارادت و اعتقاد کا اس طریق پر امتحان کرتے ہیں کہ کوئی قول یا کوئی فعل ایسا کہتے اور کرتے ہیں جسکا ظاہر خلاف باطن کے ہوتا ہے یعنی واقع میں تو وہ شریعت کے موافق ہوتا ہے اور ظاہر میں خلاف ہوتا ہے جیسا شیخ صادق گنگوہی رح نے ایک طالب کے سامنے کہدیا لا الہ الا اللہ صادق رسول اللہ مقصود تو یہ تھا کہ رسول اللہ صادق فی النبوۃ ہیں بکون الخبر مقدما و المبتدا مؤخرا اور ظاہر میں یہ شبہ ہوتا تھا کہ یہ خود مدعی رسالت ہیں اگر طالب کم سمجھ ہوا تو بھاگ جاتا ہے اور اگر سمجھدار ہوا تو اسکو احتمال امتحان کا ہوتا ہے اور وہ دوسرے اقوال و افعال کو بھی دیکھتا ہے اگر علامات سے کمال ثابت ہو تو ایسے امور کی اجمالاً یا تفصیلاً تاویل کرکے طلب میں ثابت رہتا ہے۔ یہ حدیث اس عادت کا ماخذ ہوسکتی ہے کہ باطن میں مقصود چیرنا نہ تھا مگر غیر والدہ کے امتحان کے واسطے ایسا ارادہ موحشہ ظاہر فرمایا۔

حدیث صد و ہفتاد و چہارم عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینما ایوب یغتسل عریانا خر علیہ رجل جراد من ذہب فجعل یحثی فی ثوبہ فناداہ ربہ یا ایوب الم اکن اغنیتک عما تری قال بلی یا رب ولکن لا غنی بی عن برکتک اخرجہ البخاری والنسائی۔ **ترجمہ** حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایوب علیہ السلام کپڑے اُتارے ہوئے غسل کررہے تھے اسی حالت میں اُنپر سونے کا ٹڈی دل برسنا شروع ہوا (ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے